إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

نہ تنہا من درین میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم شُد مَست

ایک مجلس کی تین (۳) طلاق

عُلمآئے اَحناف کی نظر میں

ملنے کے پتے

دارالحدیث رحمانیہ چونگی نمبر ۱۴ نزد پرانا لاری اڈہ ملتان

دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان شہر

دارالمطالعہ ۱۶۳۴ محلہ آغا پور۔ بیرون دہلی گیٹ ملتان

ابو عبدالرحمٰن
محمد رفیق الطاہر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

افسوسناک حقیقت

قریباً عرصہ دوسال پیشتر ملتان میں کسی شخص نے گھریلو جھگڑے کی بنأ پر اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے دیں، چونکہ وہ صاحب حنفی تھے۔ ان کا احناف کی طرف رجوع فطری امر تھا۔ وہاں سے فتوٰی ملا کہ طلاق واقع ہوگئی۔ اور بیوی حرام اسی پریشانی میں کسی نے انہیں مشورہ دیا کہ اہل حدیث مکتب فکر سے رابطہ کرے چنانچہ اہل حدیث مفتی صاحب نے صورت حال کے مدنظر مسلم شریف اور مسند احمد کی احادیث کو بنیاد بنا کر ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنے کا فتوٰی دے دیا۔ بات کوئی نئی نہ تھی۔ اہلحدیث کا فتوٰی ہمیشہ سے یہی ہے۔ اور یہ واقعہ بھی نیا نہیں تھا۔ پہلے بھی متعدد واقعات ایسے ہو چکے ہیں کئی حنفی ایسے معاملات میں اہلحدیث علماء سے فتوٰی لیکر اپنی بیویاں بسا چکے ہیں۔ کبھی کوئی ردعمل دیکھنے میں نہیں آیا۔

لیکن افسوس صد افسوس ان متعصب اور ہٹ دھرم مفتیان کرام پر جنہوں نے فقط ضد اور انأ کے لئے اس کو عید کی نماز کے خطبہ کا موضوع بنایا اور روز روشن کی طرح ایک واضح حقیقت کو جھٹلایا۔ مستزاد یہ کہ صرف یہیں تک انکی تشفی نہیں ہوئی اس

برادری کے لوگوں کو اس شخص سے قطع تعلق کا فتوی دیکر واضح طور پر برادری کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور امت مسلمہ میں افتراق پھیلنے کا سبب بن گئے۔

اس شر نے ایسے بال و پر نکالے کہ برادری میں فساد پھیل گیا۔ اور نوبت مقدمہ بازی تک پہنچ گئی۔ نیز ہزاروں روپے اس بے فائدہ زیاں رسیدہ مقصد کے لئے خرچ ہو گئے اور یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ اس دور میں جہاں اس قسم کے لوگوں سے امت مسلمہ میں فساد پھیل رہا ہے۔ خوش قسمتی سے وہاں ایسے انصاف پسند محقق اور شریعت کے معاملہ میں غیر جانبدار لوگ بھی موجود ہیں۔ یہ محترم اصحاب امت مسلمہ کیلئے ان گئے گزرے حالات میں خداوند تعالیٰ کی ودیعت کردہ نعمت غیر مترقبہ ہیں۔

زیر نظر رسالہ میں چند مفتیان احناف محترمین کی آراء مسئلہ تین طلاق کے متعلق پیش خدمت ہیں۔ نیز اس کے علاوہ تین خطوط جناب حضرت مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی دامت برکاتہم وفیوضہم اقبالہم شامل ہیں جو کہ نہایت سبق آموز ہیں ان کا پہلا خط ہفت روزہ ''اہل حدیث'' اشاعت ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء سے لیا گیا ہے۔ دوسرا ملتان کے حالات اور اسی خط کا ذکر کر کے مولانا محترم کو خط لکھا پہلا جواب پہنچتے کچھ تاخیر ہو گئی تو ہم نے مزید خط لکھ دیا۔ مولانا محترم کی یہ فراخ دلی لائق تحسین و مبارکباد ہے کہ انہوں نے بلا تامل دونوں خطوط کا جواب ارسال فرما دیا۔

اس تعاون پر ہم مولانا محترم کے مشکور و ممنون ہیں۔

اہلحدیث عالم کا فتویٰ

(جس پر ایک شخص کو عمل کر لینے کی پاداش میں برادری سے قطع تعلق کرا دیا گیا)

سوال:۔ مسمی فلاں نے کسی خانگی ناراضگی کی وجہ سے اپنی بیوی کو تین طلاق زبانی دے دی ہے۔ اب وہ سخت نادم ہے کیا ان کے دوبارہ آباد ہونے کی شرعاً کوئی صورت ہے۔ معلوم رہے طلاق ایک ہی مجلس میں دی گئی ہے اور یک بارگی دی گئی ہے۔

سائل فلاں .....

.....

.....ملتان

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

الجواب:۔ معلوم رہے کہ صورت مسئولہ میں از روئے احادیث صرف ایک ہی طلاق ہوتی ہے یک جگہ جلسہ واحدہ میں یکبارگی تین طلاق دینے سے ایک طلاق ہوگی۔
صحیح مسلم شریف میں ہے

" عن عباسؓ قال کان الطلاق علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابی بکرؓ وسنتین من خلافة عمرؓ طلاق الثلاث واحدة "

اسی طرح مسند شریف میں ہے۔

" طلق رکانة امرأته ثلاثا فحزن عليها حزناً شديدًا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فى مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها قال ابن القيم فى اعلام الموقعين قد صحح الامام هٰذا الاسناد وحسنته ، قال الحافظ فى فتح البارى اخرجه احمد وابويعلىٰ وصححه من طريق محمد بن اسحاق وهذالحديث نص فى المسئلة لايقبل التاويل. (فتاویٰ نذیریہ ص۱۷۹)

عمدۃ الرعایہ کتاب الطلاق میں ہے۔

" اذا طلق ثلاثا تقع واحدة رجعية وهذ المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داود الظاهرىؒ واتباعهؒ وهو احدالقولين لمالكؒ ولبعض اصحاب احمدؒ"

روضۃ الندیا ص۱۴۲ میں ہے۔

" وهذا مذهب ابن عبّاسؓ وابن اسحاقؒ وعطاءؒ وعكرمةؒ واكثراهل البيتؒ وهذا الصح الاقوال "

ان تصریحات کی رو سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے صرف ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ لہذا شخص مذکور بموجودگی دو گواہان معتبرین رجوع کر سکتا ہے

نہ نکاح کی ضرورت ہے۔ نہ حلالہ وغیرہ کی۔

(دستخط) شمس الحق ملتانی

دارالحدیث رحمانیہ ملتان شہر

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ء ۸۰۔۶۔۲۹

مہر مدرسہ

مجلس واحد میں دی گئی تین طلاق کے متعلق علمائے احناف کی آراء

طلاق کا مسئلہ ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔ خاص طور پر اس کے مضرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ناچاکی کی بنا پر جذبات سے مغلوب ہو کر تین طلاق اکٹھی دے بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد جب ذرا حواس درست ہوتے ہیں تو پھر پچھتاوا لگ جاتا ہے اگر طلاق دینے والا حنفی ہے تو اس کے لئے یہ وبال بن جاتی

ہے۔ اکثر حنفی علماء مقلد ہونے کے ناطے ہر طرح سے معذوری کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اصرار کرے تو حلالہ کا فتویٰ دے دیتے ہیں جو کہ شرعاً قطعاً حرام ہے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق حلالہ مروجہ ایک ملعون فعل ہے۔ جس کا کرنے والا کرانے والا سب پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

لیکن ان گئے گزرے حالات میں بھی کچھ حنفی علماء اہل تحقیق ہیں جو تقلید کے جمود کو غلط سمجھ کر پس پشت ڈال دیتے ہیں اور بے باکانہ رائے کا اظہار کر دینے سے نہیں گھبراتے اور اپنی حنفیت میں قطعاً فرق محسوس نہیں کرتے۔ ذیل میں ایسے ہی علماء آراء پیش کی جارہی ہیں۔

مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی فاضل دیوبند

ہندوستان میں چند سال پیشتر اسلامک ریسرچ سنٹر احمد آباد کے ارباب اختیار کو اس مسئلہ پیچیدہ کے بارہ میں کچھ تحریک ہوئی اور انہوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ نامناسب اور غیر مسنون طریقہ پر طلاق دینے کا رواج بہت زیادہ پریشان کن ہے۔ چنانچہ انہوں نے نومبر ۱۹۷۳ء میں ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام فرمایا جس میں حنفی اور اہلحدیث علماء شامل ہوئے۔ اس میں ایک محترم بزرگ حنفی عالم مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی فاضل دیوبند مدرس مدرسہ بیت العلوم مالیگاں نے ایک مقالہ پیش کیا جو کہ پاکستان میں مجموعہ مقالات علمیہ در بارہ ایک مجلس کی تین طلاق کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے مقالہ کے آخر میں مولانا محترم نے اپنی رائے کا

اخبار ان الفاظ سے فرمایا ہے۔ ہمارے نزدیک مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک ہی سمجھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ ہی ہماری رائے ہے جس کے دلائل اوپر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ نیز اسی مقالہ میں مولانا چار حنفی علماء کی آراء وفتاویٰ نقل فرماتے ہیں جو کہ ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دھلوی

مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی سے کسی سائل نے اسی طلاق ثلاثہ کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سائل کے گاؤں میں ایک واقعہ ایسا ہوا تھا کہ ایک حنفی شخص نے تین طلاق دینے کے بعد کسی اہل حدیث عالم سے فتویٰ پوچھ کر رجوع کر لیا۔ گاؤں کے لوگوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ مفتی صاحب نے یہ جواب دیا ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے۔ اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔ ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض علماء اس کے ضرور قائل ہیں۔ کہ اس طرح ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ اور یہ مذہب اہل حدیث حضرات نے بھی اختیار کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ، طاؤس، عکرمہ اور ابن اسحٰق سے منقول ہے۔ پس کسی اہل حدیث کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ وہ قابل مقاطعہ اور مستحق اخراج از مسجد ہے۔ ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا ناجائز تھا۔ لیکن اگر وہ کسی بامر مجبوری اور اضطراری حالت میں اس کا مرتکب ہو تو قابل درگزر ہے۔

(اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ شعبان ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مدرسہ امینیہ دہلی

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ

ہمارے علماء احناف میں سے مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی کا فتویٰ مجموعہ فتاویٰ ۳۴۷ پر موجود ہے وہ لکھتے ہیں۔

" اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق ہونگی اور بغیر تحلیل (حلالہ) کے نکاح درست نہ ہوگا۔ مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو تو کسی اور امام کی تقلید کر لے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ نظیر اس کی مسئلہ نکاح زوج مفقود اور عدۃ ممتدہ الطہر میں موجود ہے کہ حنفیہ عندالضرورۃ قول امام مالک پر عمل کر لینے کو درست رکھتے ہیں چنانچہ ردالمختار میں تفصیل موجود ہے"۔

حبیب المرسلین مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مدرسہ امینیہ دہلی کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ کرتے چلئے "

بعض سلف صالحین اور علماء متقدین میں سے اس کے بھی قائل ہیں۔ اگرچہ آئمہ اربعہ جن مولوی صاحب نے مفتی اہل حدیث پر جو فتویٰ دیا ہے۔ یہ غلط ہے اور مفتی اہل

حدیث پر اس اختلاف کی بنا پر کفر و مقاطعہ و اخراج از مسجد کا فتویٰ غیر صحیح ہے۔ بوجہ شدید ضرورت اور خوف مفاسد اگر طلاق دینے والا ان بعض علماء کے قول پر عمل کرے گا۔ جن کے نزدیک واقعہ مرقومہ میں ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ تو وہ خارج از مذہب حنفی نہ ہوگا کیونکہ فقہائے حنفیہ نے بوجہ شدید ضرورت کے دوسرے امام کے قول پر عمل کر لینے کو جائز لکھا ہے "۔

(دستخط) حبیب المرسلین عفی عنہ، مہر دارالافتاء

مدرسہ امینیہ دہلی بحوالہ الجواہر العالیہ ۴۷ مرتبہ مولانا ابوعبیدہ اعظمی

کسی ایک امام کے مقلد کا دوسرے امام کی تقلید کر لینا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر میں

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں میں نے پڑھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے حیلہ ناجزہ تصنیف فرمائی اور نکاح مفقود الزوج کے سلسلہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا تو کسی نے کہا کہ آپ تقلید ابوحنیفہ پر بہت زور دیتے ہیں۔ لیکن امام مالک کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں تو تقلید جا رہی ہے۔ فرمایا تم تقلید کو لیے پھرتے ہو یہاں سرے سے اسلام ہی جا رہا ہے۔

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی

حنفیہ کی شاخ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے

جناب مولانا پیر کرم شاہ بھیروی مدیر ''ضیائے حرم'' مہتمم مدرسہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ۔ رکن اسلامی نظریاتی کونسل و مرکزی رویئت ہلال کمیٹی پاکستان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں انہوں نے ایک مجلس کی تین طلاق کے موضوع پر مقالہ تحریر فرمایا ہے جو کہ ادارہ ''نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور'' کی شائع کردہ کتاب ''مقالات علمیہ بابت ایک مجلس کی تین طلاق'' کے ساتھ شائع ہوا ہے مولانا محترم نے اس مسئلہ پر جس کاوش اور خلوص سے روشنی ڈالی ہے لائق تحسین ہے۔ اسی مقالہ میں ایک جگہ مولانا محترم موصوف نہایت دلسوزی سے فرماتے ہیں ''لوگوں میں شرعی احکام کے علم کا فقدان ہے۔ انہیں یہ پتہ نہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا کتنا بڑا جرم ہے۔ اور یہ تلعب بکتاب اللہ کے مترادف ہے۔ بچوں کی ماں اس پر قطعی حرام ہوگئی اس کی نظروں میں دنیا تاریک ہوجاتی ہے۔ یہ ناگہانی مصیبت اس کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ پھر وہ علماء صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جو باستثناء چند حضرات بڑی مصیبت سے انہیں حلالہ کا دروازہ دکھاتے ہیں۔ اس وقت انہیں اپنے غیور رسول کی وہ حدیث فراموش ہوجاتی ہے۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلُ لَـهٗ حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور جس (بے غیرت) کے لئے حلالہ کیا جائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔

مزید آگے تحریر فرماتے ہیں۔ ''اب حالات دن بدن بدتر ہو رہے ہیں جب بعض طبیعتیں اس غیر اسلامی اور غیر انسانی حل کو قبول نہیں کرتیں اور اپنے گوشۂ عافیت کی ویرانی بھی ان سے دیکھی نہیں جاتی تو وہ پریشان اور سراسیمہ ہو کر ہر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اس وقت باطل اور گمراہ فرقے اپنا آہنی پنجہ انکی طرف بڑھاتے ہیں اور انہیں اپنے دام تزویر میں بھی پھنسا لیتے ہیں۔ اس کی بیوی تو اسے مل جاتی ہے۔ لیکن دولت ایمان لوٹ لی جاتی ہے میرے یہ چشم دید واقعات ہیں کہ کنبے کے کنبے مرزائی اور رافضی ہو گئے جب حالات کی سنگینی کا یہ عالم ہو جب یہ تعزیر بے غیرتی کی محرک ہو بلکہ اسکی موجودگی سے ارتداد کا دروازہ کھل گیا ہو۔ ان حالات میں کیا علماء اسلام کا یہ فرض نہیں کہ اُمت مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء پر در رحمت کشادہ کریں''۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ

اسی مقالہ میں مولانا محترم نے مولانا عبدالحیؒ کا فتویٰ نقل فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

سوال:۔ زید نے اپنی عورت سے غصہ کی حالت میں کہا ''میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی۔ میں نے طلاق دی'' اس تین بار طلاق کہنے سے تین طلاق واقع ہونگی یا نہیں اگر حنفی مذہب میں واقع ہوں اور شافعی مذہب میں واقع نہ ہوں تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس خاص صورت میں عمل کرنیکی اجازت دی جائے گی یا نہیں۔

جواب:۔ اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ رہنا اس سے دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو اگر تقلید کسی امام کی کرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا۔ اس کی نظیر مسئلہ نکاح زوج مفقود و عدت ممتدہ الطہر موجود ہے کہ حنفیہ عندالضرورت امام مالکؒ کے قول پر عمل کو درست رکھتے ہیں۔ چنانچہ ردالمختار میں مفصلاً مذکور ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ وہ شخص کسی شافعی عالم سے پوچھ کر اس کے فتویٰ پر عمل کرے۔ واللہ اعلم

(حررہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبدالحیؒ)

مجموعۃ الفتاویٰ اُردو ص ۱۶۸ ج ۲

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی کا فتویٰ

بھرپور نقد و جرح کے بعد مقالہ کے آخر میں مولانا موصوف اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسئلہ کے سارے پہلو آپ کے سامنے ہیں اس کی عقلی اور نقلی دلیلیں اور ان پر ہر طرح کی ردوقدح بھی آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ اَب آپ خود اس کے متعلق فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علماء مصر اور جامعہ ازہر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا ارجح ہے"۔ "یاد رہے کہ علمائے مصر اور علمائے جامعہ ازہر کا فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنے کا ہے۔"

یہاں پر اس بات کا ذکر برمحل معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند اسلامی حکومتوں نے آن واحد کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کو قانون کی حیثیت سے نافذ کر دیا ہے۔ چنانچہ قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ۔

حکومت سوڈان نے ۱۹۳۵ء میں	اُردن نے ۱۹۵۱ء میں
حکومت شام نے ۱۹۵۳ء میں	مراکش نے ۱۹۵۸ء میں
حکومت عراق نے ۱۹۵۹ء میں	مصر نے ۱۹۲۹ء میں

اور پاکستان نے ۱۹۶۱ء میں بطور قانون نافذ کر دیا ہے۔ نیز لیبیا کا بھی یہی قانون ہے

حضرت مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی

مہتمم مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ لاہور وصدر علماء احناف پاکستان پی بلاک گلبرک کالونی لاہور میں احناف کا ایک مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ ہے۔ مدرسہ کے مہتمم جناب حضرت مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی کا ایک خط ہفت روزہ اہل حدیث اشاعت ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ ادارہ اہلحدیث سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ خط الاعتصام میں شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ ہم نے الاعتصام والوں کو خط لکھ کر اس خط کے اصل کا فوٹو سٹیٹ حاصل کیا۔ پھر چند محترمین کے مشورہ پر مولانا موصوف کی خدمت میں براہ راست خط لکھ کر رائے طلب کی جس کی تفصیل ہم ابتداء میں ذکر کر آئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے خط کے جواب میں مولانا محترم کے دو خطوط ہمیں

موصول ہوئے۔ مولانا محترم کی یہ فراخ دلی لائق تحسین ومبارک باد ہے کہ بلا تامل انہوں نے دونوں خطوط کا جواب بھی ارسال فرمادیا۔ لہذا یہ سب ملاحظہ کے لئے بمعہ فوٹوسٹیٹ پیش خدمت ہے۔

۶ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ، ۷ مئی ۱۹۸۱ء

محترم ومکرم جناب محمد طفیل صاحب حفظ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا مکتوب کاشف وُصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے جس طریق احسن پر مسئلہ کو واضح اور لکھا ہے۔

(۱) اور ہمارے متاخرین فقہائے کرام نے اس مسئلہ میں کہ طلاق ثلاثہ ایک مجلس تین طلاق واقع ہوجاتی ہیں۔ لہذا جب تک دوسرا نکاح نہ ہو پہلے خاوند کے لئے عورت حلال نہیں ہوتی۔ اگر اس پر عمل درست کیا جاتا تب بھی کوئی بات تھی۔ اس میں شرط یہ ہے کہ عدت کے بعد عورت اپنی خوشی سے کسی سے نکاح کرے۔ دوسرا خاوند اپنی خوشی سے جب چاہیے طلاق دے عدت کے بعد اگر عورت پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو آجائے۔ اس کے لئے سال دوسال کا عرصہ درکا ہے۔ اب اس مسئلہ کو حلالہ کے نام سے مشروط نکاح کسی شہوت پرست مرد سے کردیا جاتا ہے۔ اور صبح اس عورت کو پہلے خاوند کے حوالہ کرکے حتی تنکح زوجا غیرہ پر عمل ظاہر کیا جاتا ہے۔ جو سراسر لغو اور لعنتیوں کا کام ہے۔ کوئی غیرت مند آدمی اپنی عورت گائے بھینس اور بکری

بنانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ لیکن یہ کچھ ہو رہا ہے۔

خدا کی پناہ بعض علاقوں میں حلالہ نکالنے کے خاص آدمی ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

(۲) نکاح اور طلاق کے واضح احکام شریعت حقہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ اگر ان احکام کی پابندی کی جائے تب نکاح ہوتا ہے۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اگر کوئی بد بخت ان سے نکاح رچاوے تو نکاح ہو جائے گا؟ اسی طرح بغیر اجازت کے نکاح کر لینا یا بغیر گواہوں کے یا بغیر حق مہر نکاح درست نہیں ہوگا۔ اس معاملہ میں احتیاط بھی کی جاتی ہے۔ اسی طرح منکوحہ کو طلاق دینے کا بھی طریقہ اسلام نے بتایا ہے۔ جس کی طرف آپ نے بھی مرسلہ پرچہ میں لکھا ہے۔ ایک آدمی اپنی جہالت کی وجہ سے شریعت کے خلاف طلاق دیتا ہے۔ تو وہ طلاق نہیں ہوتی۔ جس طرح کہ حضرت طاؤس اور دوسرے صحابہؓ سے منقول ہے۔ اگر طلاق غیر شرعی کو تسلیم بھی کیا جائے۔ تو وہ صرف ایک طلاق ہے۔ یہ ایک مجلس میں ہزار بھی دے تو صرف ایک طلاق شمار کی جائے گی۔

(۳) یہ کسی مولوی یا ملاں کا فیصلہ نہیں ۔ یہ فیصلہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے جس کی موجودگی میں کسی کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کی وقعت ہے۔ کسی قاضی یا جج کو رحمت عالم کے فیصلہ کے خلاف لکھنا یا فیصلہ دینا سخت گناہ کبیرہ ہے۔

فلاوربک لایئومنون حتی یحکموک فی ماشجر بینھم (الایۃ)

یہ بالکل درست ہے کہ حضور پاک کے دور مبارک میں اور حضرت صدیق اکبرؓ کے دور مبارک اور فاروق اعظمؓ کے دور میں دو سال تک اسی پر عمل رہا ہے۔

(۴) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے' سیاستہً ایک مجلس میں تین طلاق کو تین تسلیم کر لیا تھا۔ یہ آپ کی سیاست تھی۔ جس میں تبدیلی کا امکان ہے۔ چنانچہ اکثر جلیل القدر صحابہ نے اس معاملہ میں اختلاف فرمایا ہے جو احادیث کتب میں بالدلائل موجود ہے آج تک کسی مفتی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ یہ لکھ کر دے کہ یہ فیصلہ حضور پاک ﷺ کا نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لکیر کے فقیر بن کے غلط راستہ پر گامزن ہیں۔ اور ایک ایسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر سفاح ہے۔ اس لیے حضور پاک ﷺ نے واضح الفاظ میں لعنتی قرار دیا ہے۔ اور مانگا ہوا بکرا اس کو فرمایا جو زنا کا ارتکاب کرتا ہے۔

(۵) اس خط کے ہمراہ رسالہ تذکرہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی ارسال ہے۔ جس کے صفحہ نمبر ۱۴ پر اس مسئلہ کو افادۂ عوام کے لئے شائع کر دیا اس میں تمام کتب احادیث اور فقہ کے حوالہ جات درج ہیں آپ دیکھ اور پڑھ کر قلبی مسرت پائیں گے۔ نماز کی کتاب بھی ارسال ہے۔ ہندوستان میں ایک مجلس مذاکرہ ہوئی تھی۔ جس میں مختلف حضرات نے اس مسئلہ پر مقالات پڑھے تھے۔ وہ کتابی شکل میں ادارۃ الاعتصام نے شائع کیا ہے۔ اس میں ایک مقالہ پیر کرم شاہ صاحب کا بھی ہے جو مسلکاً بریلوی اور حنفی ہیں۔

(۶) ہمارے اکثر علماء فتوی دیتے وقت گھبراتے ہیں۔ حالانکہ اظہار حق علماء کے فرائض میں داخل ہے۔ الحمد اللہ عرصہ چالیس سال سے مسلسل لکھ رہا ہوں۔ کسی اہل علم نے آج تک اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ خوش ہیں الحمد اللہ راقم الحروف نہ صرف حنفی بلکہ علماء احناف پاکستان کا صدر ہے۔

ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم

مرسلہ پمفلٹ کو مزید خوبصورت شائع کر کے تقسیم کریں۔ نقطہ نظر اس طرح لکھا جائے۔ دو تین جگہ غلط کاتب نے لکھا ہے۔ اس پر فوٹو شائع کرنا بے ادبی ہے۔ میرے اس خط کو آپ شائع کر سکتے ہیں۔

والسلام مع الاکرام

محمد عبدالحلیم قاسمی کان اللہ لہٗ ولوالدیہ

مکتوب از مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء

محترم ومکرم جناب شیخ محمد سعید صاحب

بعد از سلام مسنون

آپ کے دونوں خط وصول ہوئے پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ ایک

معمولی بات پر تنازعہ کھڑا کرنا اور مقدمہ بازی میں مبتلا ہو جانا بہت بُری بات ہے۔ کیا برادری میں کوئی بھی رجل رشید نہیں۔

عام طور پر طلاق جو دی جاتی ہے تو طلاق دینے والے کو کوئی علم نہیں اور نہ لکھنے والے کو علم ہے کہ میں کیا لکھ رہا ہوں تمام فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ ایک وقت میں تین طلاق دینا غیر شرعی طلاق ہے۔ اسی واسطے حضرت طاؤس ؒ تو کہتے ہیں کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور لغو ہے چونکہ یہ طلاق شریعت کے خلاف دی گئی ہے اس میں شدید اختلاف ہے۔

حضور پاک کے زمانہ مبارک میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ خلافت میں بھی یہی دستور تھا۔ حضرت عمر ؓ کے زمانہ خلافت کے ابتدائی دور دو سالوں میں یہی حکم تھا۔ بعد میں آپ نے سیاستہً تین قرار دے دیا۔

(صحیح مسلم شریف جلد نمبر ۲ باب طلاق ثلاثہ فی مجلس واحدہ)

حضور پاک ﷺ کے دور مبارک میں ایک اسی قسم کا واقعہ پیش آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار کی جائے گی۔

آپ ﷺ نے رجوع کا حکم دیا ہے۔

ہذا جو لوگ ایک طلاق شمار کرتے ہیں تو وہ حضور پاک ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ فتویٰ صحیح اور درست ہے حضور ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی

دوسرے فیصلہ کی اول تو ضرورت ہی نہیں اگر ہے تو اس کے مطابق عمل کیا جائے نہ کہ مخالفت میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میری تحقیق اور فتوے یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ فی مجلس واحدہ میں خاوند رجوع کرسکتا ہے۔ کوئی حرج نہیں۔

اہل حدیث حضرات کا فتوے صحیح ہے اور رجوع درست ہے۔ یہی حکومت پاکستان، مصر، سوڈان اور لیبیا کا قانون ہے۔

والسلام

دعا گو: محمد عبدالحیٔ قاسمی کان اللہ لہٗ ولوالدیہ

مکتوب ثانی از مولانا محمد عبدالحلیم قاسمی

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ ۲۱ جولائی ۱۹۸۲ء

محترم ومکرم جناب شیخ محمد سعید صاحب

السلام عَلیکم ورحمته اللّٰه وبرکاته

آپ کے پہلے دونوں خط وصول ہو چکے ہیں دوسرے خط کا جواب مفصل لکھ

کر روانہ کیا ہے۔ تعجب ہے آپ کو وصول نہیں ہوا۔ خط اور اشتہارات ایک ساتھ روانہ کئے ہیں۔ بہر حال دوبارہ مسئولہ کا جواب ارسال ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک صاحب نے ایک مجلس میں تین طلاقیں اپنی زوجہ کو دیں۔ بعد میں سخت پریشان ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ پیش کر دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک طلاق ہے لہٰذا تم اپنی بیوی سے رجوع کر سکتے ہو۔ یہ حضور پاک کا فیصلہ ہے۔

اسی کے مطابق اہل حدیث حضرات نے فتویٰ دیا ہے۔ جو بالکل درست ہے۔ اور آپ کے عزیز کا رجوع اپنی بیوی سے صحیح ہے۔ برادری والوں کی مخالفت محض جہالت ہے۔ اور جن مولوی صاحبؒ نے بائیکاٹ کا فتویٰ دیا ہے وہ غلط ہے۔ کیونکہ تمام فقہا کا اس میں اتفاق ہے کہ یہ طلاق شرعی طلاق نہیں۔ یعنی شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔

اس لئے مشہور صحابی حضرت طاؤسؓ فرماتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ شریعت کے خلاف ہے لہٰذا لغو ہے۔ یہ ساری بحث طلاق ثلاثہ فی مجلس واحد مسلم شریف میں موجود ہے۔ اب حضور پاک کے فیصلہ کے مطابق جس کا عمل ہے وہ صحیح ہے اور جو حضور پاک کے فیصلہ کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں وہ درست نہیں انکی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ حکومت مصر، سوڈان، لیبیا اور پاکستان میں اسی پر عمل

ہورہا ہے۔اور یہی صحیح ہے۔لہٰذا آپ کے عزیز کا رجوع درست ہے۔

پہلے خط میں بھی لکھ چکا ہوں۔دوبارہ لکھ دیا ہے۔برادری کے جولوگ ضد کررہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو: محمد عبدالحلیم قاسمی کان اللہ لہٗ ولوالدیہ

اگلے صفحات پر مولانا قاسمی کے خطوط کے عکس پیش خدمت ہیں۔

(۱)

فون: ۸۸۲۳۴۲ مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ، رجسٹرڈ، قائم شدہ سنہ ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء

حوالہ نمبر: ۱۲۰۱ گلبرگ نمبر ۲، لاہور تاریخ ۱۷ مئی ۱۹۵۱ء

محترم و مکرم جناب محمد طفیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب گرامی ملا، جواب حاضر ہے۔

(۱) بیشتر مشاورین نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ طلاق بدعت اگر مجلس میں تین طلاق دی جائے تو واقع ہو جاتی ہیں لہٰذا جب تک دوسرا نکاح نہ ہو پہلے خاوند کے لیے عورت حلال نہیں ہوتی اور یہی عمل درست ہے۔ جو قانون بنایا جائے اس میں شرط یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد عورت اپنی مرضی سے نکاح کرے دوسرا خاوند اپنی مرضی سے کرے جب چاہے طلاق دے عدت کے بعد اور نکاح سے پہلے خاوند نکاح نہیں کر سکتا ہے تو جائے اور نکاح کرے دوسرا خاوند کو طلاق دے دے تو پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ شرط ہونا ضروری ہے۔ اس طرح طلاق بدعت کو بھی خاصا حد تک حلال کر دیا جائے گا۔ حلالہ کی لعنت ختم ہو جائے گی۔ عورت کو بھی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ مرد کو بھی تحفظ حاصل ہو جائے گا

(۳) یہ کسی مفتی یا مقلد کا فیصلہ نہیں یہ فیصلہ تو خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے جبکہ موجودگی میں کسی کا فیصلہ قابلِ قبول نہیں ہے خواہ نہ ہو کوئی دلیل ثابت ہے کسی امتی یا خود رحمۃ للعالمین کے فیصلہ کو رد کرنا یا فیصلہ دینا سخت کبیرہ گناہ ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ آلایہ

یہ بالکل درست ہے کہ حضور پاک کے دورِ مبارکہ اور حضرت صدیق اکبر کے دورِ مبارک اور فاروقِ اعظم کے دور میں مذکورہ مسائل تین طلاق ایک رجعی رائج تھے

(۴) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ ایک مجلس میں تین طلاق کو تین تسلیم کر لیا جائے یہ دنیا کی سیاست تھی جسمیں تبدیلی کا امکان ہے چنانچہ اکثر جلیل القدر علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جو آثار کتب میں بالکل موجود ہے

کہ اگر تمہاری مفتی اور قاضی قرار نہ ہوئی

کہ یہ لکھ کر دے کہ یہ فیصلہ حضور پاک نہیں ہے؟

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکبیر کے نقیض ہیں کہ غلط راستہ پر جا رہے ہیں

کہ ایک ایسا قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر بے بنیاد ہے

اسلئے حضور پاک نے واضح الفاظ میں لعنتی قرار دیا ہے اور مانتا ہوں بکر اس کو زنا یا جو زنا کا ارتکاب کرتا ہے

نام شدہ

فون: ۸۸۲۳۴۲ مدرسہ جامعہ حنفیہ قاسمیہ رجسٹرڈ سنہ ۱۹۴۳ء سنہ ۱۳۶۱ھ

حوالہ نمبر ۱۰۲ گلبرگ ۲، لاہور تاریخ ۲۰ محرم ۱۴۰۱ھ

۵) اس خط کے ہمراہ رسالہ تذکرہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی
رسال ہے جس کے صفحہ ۱۷ پر ہمیں مسئلہ کو افادہ عوام کے لیے
طبع کر دیا گیا ہے ہم تمام کتب احادیث اور فقہ کے متداول نسخہ جات
درج ہیں کرتے دیکھ لیجئے ہمارا مطلب قلبی سرور ہے باقی
صفحہ دستاویز میں ایک مجلس مذاکرہ ہوئی تھی جس میں مختلف حضرات نے اس مسئلہ پر
مقالات پڑھے تھے وہ کتابی شکل میں ادارہ الاعتصام نے طبع کیا ہے
اس میں ایک مقالہ پیر کرم شاہ صاحب بھی ہے جو مسلک بریلوی اور حنفی ہیں

۶) ہمارے اکثر علماء فتویٰ دینے سے کچھ ہچکچاتے ہیں حالانکہ اظہار حق علماء کے فرائض میں سے ہے
اگر مدینہ عالیہ میں برسوں سے مسئلہ لکھ رہا ہوں کسی اہل علم نے آج تک
اعتراض نہیں کیا بلکہ خوش ہیں راقم الحروف نے حنفی مسلک
فتاویٰ رحمانیہ پاکستان کا مقصد ہے فراغت فصل رسالہ تبلیغ ہے اور
فضل العظیم ——— وسلام لیفلٹ کو مفید خیال کرتے ہوئے طبع کرنے
تقسیم کریں فقط انظر اس طرح لکھا جائے مدیر تبلیغ جمعیت اہلحدیث کا تب نے لکھا ہے
اس غلطی کو ٹھیک کر لیا ہے
سب سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Madrasa
Jamia Hanfia Kasmia (Regd.)
P Block - Gulberg 2 - LAHORE (Pakistan)

مدرسہ
جامعہ حنفیہ قاسمیہ (رجسٹرڈ)
پی بلاک - گلبرگ ۲ - لاہور (پاکستان)

محترم و مکرم جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مندرجہ ذیل سوال پر بندہ بقدر استطاعت عرض کرتا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی یہی دستور رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں بھی یہی حکم رہا بعد میں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تین کو تین قرار دے دیا (صحیح مسلم شریف جلد ۱ باب طلاق) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک کی قسم کا واقعہ پیش آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک طلاق شمار کی جائیں گی آپ نے رجوع کا حکم دیا ہے

جو لوگ ایک طلاق شمار کرتے ہیں تو ان کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے علاوہ کوئی دلیل شرعی نہیں ہے جس کی وجہ سے حضور کے فیصلہ کو چھوڑا جا سکے اور ان کی دلیل کو ترجیح دی جا سکے

الجواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور رجوع کا حق باقی نہیں رہتا

اس پر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے اور اجماع امت حجت شرعیہ ہے

اس کے علاوہ قرآن و حدیث سے بھی یہی ثابت ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان

(سورۃ البقرۃ ۲۲۹)

اس آیت میں طلاق رجعی کا بیان ہے کہ طلاق رجعی دو ہیں اس کے بعد رجوع کا حق ہے

فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ

(سورۃ البقرۃ ۲۳۰)

اس آیت میں طلاق بائن کا بیان ہے کہ تیسری طلاق کے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے

اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا

احادیث مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہے

حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو لعان کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نافذ فرما دیا

(صحیح مسلم شریف جلد ۱ باب طلاق)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طلاقیں قرار دیا

(ابوداؤد شریف جلد ۱ باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طلاقیں قرار دیا

(صحیح مسلم شریف جلد ۱ باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طلاقیں قرار دیا

(ابوداؤد شریف جلد ۱ باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین طلاقیں قرار دیا

(صحیح مسلم شریف جلد ۱ باب طلاق

حرف آخر

اختلاف ایک فطری امر ہے اس سے کسی کو مُفر نہیں۔ ہر جگہ اور ہر معاملہ میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ لیکن کیا اسے سمیٹنا بہتر ہے یا پھیلانا اور باقی رکھنا، اہل خرد ضرور کہیں گے کہ سمیٹنا اور ختم کرنا ہی بہتر ہے۔ اور پھر بحیثیت مسلمان قرآن کریم میں کیا ہمارے لئے حکم موجود نہیں۔ **واعتصمو بحبل اللّٰہ جمیعًا** (الآیۃ)

غور کیجئے یہ حکم قرآنی مسلم معاشرہ کے لئے کتنا ضروری اور سود مند ہے رہی بات اختلاف کے حل کی تو حکمت وادانائی کے اسی خزانے میں یعنی قرآن مجید میں اس کے لئے بھی واضح ارشاد ہے۔

فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم تو منون باللّٰہ والیوم الآخر.

ترجمہ: پس اگر تم میں کسی بات پر تنازعہ ہو جائے تو لوٹاؤ اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔

آخر میں میں مولانا اشرف علی تھانوی کے یہ فرامین ذکر کئے بغیر اپنی بات کو ادھورا سمجھتا ہوں

" اور اگر اس جانب مرجوح میں گنجائش عمل نہیں بلکہ ترک واجب یا ارتکاب امر لازم آتا ہے۔ اور بجز قیاس کے اس پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اور جانب راجح میں حدیث صریح موجود ہے۔ اس وقت بلا تردد حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس مسئلے میں کسی کی تقلید جائز نہ ہوگی۔ کیونکہ اصل دین قرآن وحدیث ہے۔ اور تقلید سے یہی مقصود ہے۔ کہ قرآن وحدیث پر سہولت وسلامتی سے عمل ہو۔ جب دونوں میں

موافقت نہ رہی قرآن وحدیث پر عمل ہوگا۔ایسی حالت میں تقلید پر جمے رہنا یہی تقلید ہے جس کی مذمت قرآن وحدیث واقوال ائمہ میں آتی ہے۔ "

آگے مولانا محترم مزید فرماتے ہیں۔ " اسی طرح اس مقلد کو اجازت نہیں کہ ایسے شخص کو برا کہے۔جس نے بعذر مذکور اس مسئلہ میں تقلید ترک کردی کیونکہ ان کا اختلاف ایسا ہے جو سلف سے چلا آیا ہے۔جس کے باب میں علماء نے فرمایا ہے کہ اپنا مذہب ظناً صواب محتمل خطا اور دوسرا مذہب ظناً خطا محتمل صواب ہے۔تو اس میں کسی کی تضلیل یا تفسیق یا بدعتی وہابی کا لقب دینا اور حسد اور بغض وعناد ونزاع غیبت وسب وشتم وطعن ولعن کا شیوہ اختیار کرنا جو قطعاً حرام ہیں کس طرح جائز ہوگا۔

(ہر دو پیرایہ جات ماخوذ "از تقلید کی شرعی حیثیت" مصنفہ مولانا تقی عثمانی

بحوالہ الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد حضرت تھانوی مقصد ہفتم)

مقام فکر ہے بائیکاٹ اور حلالہ کا فتوے دینے والوں کے لئے کیا ان مفتیان کرام کی نظر سے کبھی یہ حدیث نہیں گزری۔

لَعَنَ اللّٰہُ المحلّلَ والمحلّلَ لہ

ترجمہ:لعنت کی اللہ نے حلالہ کرنیوالوں کو حلالہ کرنیوالوں کو

یا کہ تجاہل عارفانہ سے کام لے کر اغماض برتتے ہیں یا پھر تقلید جامد کی رو میں تشدد کی اس حد کو چھو جاتے ہیں کیا یہی وہ تقلید نہیں جس کی مذمت بذریعہ قرآن وحدیث واقوال علماء کی نشاندہی مولانا محترم نے متذکرہ بالا پیرایہ میں کی ہے؟

وَمَا توفیقی اِلاّ باللّٰہ